جامعہ فاروقیہ کراچی دار الافتاء

۱۹۵

۹۴/۲۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱) آنجناب کے یہاں سے ایک فتوی متعلقہ طلاق کچھ عرصہ قبل جاری ہوا ہے، جس کی بابت کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ غور فرما کر جلد جواب مرحمت فرمائیں گے۔

فتوی کی کاپی منسلک ہے، جس سے تمام صورتِ حال سے آپ واقف ہو سکتے ہیں، عرض یہ کرنی ہے کہ شوہر کے الفاظ جو اس کی اہلیہ نے ذکر کیے ہیں، وہ یہ ہیں " اگر تم اپنی ماں کے گھر سے کہیں گئی میری اجازت کے بغیر، تو میری طرف سے طلاق سمجھو ہو گئی۔" یہ بات ان الفاظ میں واضح ہے کہ شوہر نے کہا تھا کہ "طلاق سمجھو"، نہ کہ "طلاق دی" یا "طلاق ہو گئی"۔

درج ذیل جزئیات سے بات معلوم ہوتی ہے کہ طلاق سمجھنے سے واقع نہیں ہوتی بلکہ دینے سے واقع ہوتی ہے۔ اور شوہر کا کہنا بھی یہی ہے کہ اس نے کہا تھا کہ طلاق سمجھو نہ کہ طلاق دی وغیرہ۔

برائے کرم درج ذیل جزئیات کو سامنے رکھتے ہوئی اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا في الدارین.

الفتاوی الخانیة – (٤٥٩/١) ۴۵۶ ۴۵۷

امرأة قالت لزوجها: مرا طلاق ده.... ولو قال الزوج داده انكار أو قال كرده انكار لا يقع الطلاق، وإن نوي كأنه قال لها بالعربية، احسبي أنك طالق، وإن قال ذلك لا يقع، وإن نوي.

الفتاوی الهندیة – (١ / ٣٨٠)

امرأة قالت لزوجها مرا طلاق ده...ولو قال داده انگار أو كرده انگار لا يقع وإن نوى.

حضرت حکیم الامت سے بھی اسی سے ملتا جلتا سوال کیا گیا، جس میں سائل کے الفاظ یہ ہیں "....تم اس قدر مارتے ہو اگر وہ موافق نہیں ہے تو اس کو طلاق دیدو اس نے کہا کہ تم لوگ ایسا ہی سمجھو..."۔ اس کے جواب میں حضرت رحمہ اللہ نے ہندیہ کا درج بالا جزئیہ ذکر فرمایا ہے، اور اس کے بعد رقم طراز ہیں "... اور یہ لفظ کہ تم لوگ ایسے ہی سمجھو، ترجمہ اوہ انگار کا معلوم ہوتا ہے، اس لیے اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی"۔ (امداد الفتاوی، ۲/ ۴۵۰، ۴۴۹)

اسی طرح خیر الفتاوی میں "طلاق ہی سمجھو کو طلاق نہ سمجھیں" کے عنوان سے ایک مسئلہ موجود ہے، جس پر حضرت مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ تعالی کے تصدیقی دستخط بھی موجود ہیں۔ اس فتوی میں سائل کے الفاظ یہ ہیں "... شاید یہ

Scanned by CamScanner

الفاظ تمہارا لفظِ طلاق نہ بن جائے۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ طلاق ہی سمجھ لو"۔ اور جواب میں ہندیہ کا درج بالا جزئیہ ذکر فرمانے کے بعد جناب مجیب فرماتے ہیں"... طلاق ہی سمجھو دادہ انگار کے مشابہ ہے۔ لہذا عورت مذکورہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، بلکہ بدستور اپنے خاوند کے نکاح میں ہے"۔ (خیر الفتاوی، ۵/۱۴۸، ۱۴۷)

امید ہے کہ جلد جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

سائل : محمد نعمان غفر اللہ له

فون نمبر : ۰۳۲۱۲۹۲۵۸۶۶

Scanned by CamScanner

میری شادی پانچ سال پہلے ہوئی۔ شادی کے پہلے تین مہینوں میں میرے شوہر نے دو دفعہ طلاق دے دی۔ معاف کرنا دیں۔ پھر کوئی چھ مہینہ پہلے اس نے یہ شرط لگائی کہ اگر تم اپنی ماں کے گھر سے کہیں گئی میری اجازت کے بغیر تو میری طرف سے طلاق سمجھو ہو گئی۔ گھریلو ناچاقی کی وجہ سے میں نے شوہر کا گھر چھوڑ دیا اور میکہ آ گئی۔ مزید یہ کہ ماں کے گھر سے باہر بھی نکلی جس کیلئے میں نے کوئی اجازت نہیں لی۔ اس صورت میں طلاق ہو گئی یا نہیں؟ اگر ہو گئی ہے تو عدت کے کیا احکامات ہیں؟ چونکہ اس بات کو 20 دن گزر چکے ہیں تو وہ بیس دن عدت میں شمار ہونگے؟ اب چونکہ بچے ہیں تو مجبوراً اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کیلئے باہر نکلنا پڑتا ہے جیسے بچوں کے داخلے وغیرہ کے لیئے، کیا شرع میں اسکی اجازت ہے؟

س: میرا شوہر اس بات سے انکار کرتا ہے کہ اس نے یہ شرط صرف ایک دن کیلئے لگائی تھی۔ اور چونکہ اس دن میں بلا اجازت نہیں گئی اس لیئے یہ طلاق نہیں ہوئی۔ جب میری اس سے پہلی دفعہ اس بارے میں بات ہوئی تو پہلی دفعہ تو اس کا Expression ایسا ہی تھا کہ یہ صرف اس وقت کیلئے تھا لیکن اس کے بعد اس نے مجھے بارہا یہ احساس دلایا کہ یہ شرط قائم ہے۔ بلکہ میرے گھر چھوڑنے سے دو ہفتے پہلے میں ماں کے گھر پر گئی تھی تو اس سے ناراض ہو گئے۔ اور چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ وہ مجھے راضی کر کے گھر لے گیا تو اس نے اس بات کا بھی تذکرہ کیا کہ اگر تم وہاں سے چلی جاتی تو طلاق ہو جاتی پھر کیوں نہ گئی؟

برائے مہربانی اس مسئلے کا جواب وضاحت فرمائیے۔۔

نوٹ: سائلہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ شرط والا جملہ ادا کرتے وقت اس کے شوہر نے اس دن کی قید نہیں لگائی تھی۔
(محمد راشد)

بمعرفت مولوی اسماعیل
0332-3320833
٠٣٢٢-٢-[illegible]۴

جامعہ فاروقیہ دار الافتاء شاہ فیصل کالونی کراچی پاکستان

اس جواب پر دارالعلوم کراچی والوں کا دستخط نہیں ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ تفصیل اگر درست ہے تو صورت مسئولہ کا حکم یہ ہے کہ جب دو طلاقیں پہلے دی جا چکی تھیں اور تیسری اب شرط کے ساتھ معلق کر دی گئی تھی اور پھر وہ شرط بھی پائی گئی تو تیسری طلاق بھی واقع ہو گئی ہے اور عورت اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو گئی ہے، اب شوہر اپنی اس بیوی سے نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ ہی بغیر حلالہ شرعیہ کے تجدید نکاح۔

جس دن عورت اپنی بہن کے گھر سے نکلی تھی یعنی شرط پائی گئی تھی، اس دن سے طلاق کی عدت شروع ہو چکی ہے، دوران عدت معتدہ کیلئے زینت وغیرہ اختیار کرنا اور گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، ہاں اگر بیماری ایسی شدت والی ہو کہ گھر میں علاج ممکن نہ ہو تو پھر بقدر ضرورت گھر سے باہر نکلنے کی گنجائش ہے، البتہ بچے کے داخلے وغیرہ کیلئے کسی اور کو بھیجا جائے۔

لا تحل له امرأته بعد ما وقع عليها ثلاث تطليقات حتى تنكح زوجا غيره يدخل بها.

(المبسوط للسرخسي: كتاب الطلاق، الجزء السادس، ٣/١٠، غفارية)

(الهداية: كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة، ٢/٣٩٩، رحمانية)

(ولا تخرج معتدة رجعي وبائن)...... (لو حرة)...... (مكلفة من بيتها أصلا) لا ليلا ولا نهارا ولا إلى صحن دار فيها منازل لغيره ولو بإذنه لأنه حق الله تعالى......

...... (وتعتدان) أي معتدة طلاق وموت (في بيت وجبت فيه) ولا يخرجان منه (إلا أن تخرج أو يتهدم المنزل أو تخاف) انهدامه أو (تلف مالها أو لا تجد كراء البيت) ونحو ذلك من الضرورات

(الدر مع الرد: كتاب الطلاق، مطلب الحق أن على المفتي أن ينظر......الخ ٥/٢٢٨، ٢٢٩، رشيدية)

(البحر الرائق: كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ٤/٢٥٨، ٢٥٩، دار الكتب العلمية) فقط

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: احمد [illegible] مسكوي
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية بكراتشي
١٨/٢/٣١ھ

الجواب صحيح
[illegible]
١٨/٢/٣١ھ

الجواب صحيح
[illegible] غفرله
١٩/٢/٣١ھ

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنجناب کی طرف سے مرسلہ ''بندہ کے حل کردہ استفتاء پر اشکال'' موصول ہوا، بغور دیکھنے کے باوجود بندہ کے جواب اور آپ کے اشکال میں بوجوہ مطابقت نہیں ہے۔

۱۔ استفتاء میں شوہر کا قول معلق ہے شرط کے ساتھ، اور ''میری طرف سے طلاق سمجھو ہوگئی'' شرط پوری ہونے کے وقت ''ایقاع طلاق'' ہے، جبکہ العالمگیریہ اور قاضی خان کے جزئیہ میں شوہر کا قول ''دادہ انگار'' بیوی کے مطالبہ طلاق ''مرا طلاق دہ'' کے جواب میں ہے، اور اس کے معنی ''ہوئی سمجھو'' ہیں، یعنی اس میں ایقاع طلاق نہیں، لہٰذا ایک کا دوسرے پر قیاس کرنا درست نہ ہوا۔

۲۔ استفتاء میں شوہر کے الفاظ ''اگر تم اپنی ماں کے گھر سے کہیں گئی میری اجازت کے بغیر، تو میری طرف سے طلاق سمجھو ہوگئی'' میں خط کشیدہ الفاظ اور شوہر کے قول سے اُخذ کیے گئے آپ کے مطلب ''طلاق سمجھو'' میں کوئی مطابقت ہے یا نہیں؟! ذرا سا غور کر لیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ مطلب خود شوہر کی مراد کے خلاف ہے، ملاحظہ ہو استفتاء کے آخر میں شوہر کا قول ''اگر تم وہاں سے چلی جاتی تو طلاق ہو جاتی پھر کیوں نہ گئی''۔

۳۔ آپ کا از خود ایک مطلب اُخذ کر لینا اور پھر اس کی تائید میں امداد الفتاویٰ اور خیر الفتاویٰ کے مسائل کو پیش کرنا بھی تسلیم نہیں، اس لئے کہ وہ دونوں فتوے اپنے سیاق وسباق کے اعتبار سے بالکل درست ہیں لیکن یہ سائل کے سوال کے مطابق نہیں ہیں، جیسا کہ اوپر واضح کر دیا گیا کہ شوہر کے قول میں تعلیق ہے جبکہ پیش کردہ نظائر کسی اور تناظر میں ہیں۔

۴۔ ہندیہ کے جزئیہ کی مکمل تشریح ''البحر الرائق'' میں ملاحظہ فرمائیں کہ اس مسئلہ میں عورت کے مطالبہ طلاق کے جواب میں شوہر کے ممکنہ اور احتمالی جوابات نقل کر کے ان میں فرق اور ان کے حکم کو بیان کیا گیا ہے جبکہ اردو میں تمام احتمالات کا مفہوم قدرے مشترک ہے، چنانچہ حکم کا مختلف ہونا اس وقت کے عرف کے اعتبار سے ہے اور اِس وقت ''طلاق سمجھو'' کا استعمال کم از کم تعلیق طلاق میں وہ نہیں ہو سکتا جو ''دادہ انگار'' اور ''دادہ گیر'' کا البحر الرائق، مجمع الأنہر، الدر المنتقی اور شرح العینی علی الکنز میں لیا گیا ہے، ملاحظہ ہو:

"(قالت الزوجة لزوجها:"مرا طلاق ده")يعني أعطني طلاقاً(فقال الزوج:"داده گير و كرده گير وداده باد و كرده باد ينوي يقع")........وقوله :داده......معناه:الإعطاء....وقوله: گير.....معناه: أمسك ولكن معناه هنا إفرضي وقدري...............(ولو قال الزوج:داده أنگار وكرده أنگار) لا يقع الطلاق(وإن نوى الوقوع)والفرق بينهما..............وأنگار .....ومعناه:إفرضي وقدري"

(البحر الرائق، كتاب الخنثیٰ،مسائل شتّی: ۹/۳۵۰،دار الكتب العلمية)

(المحيط البرهاني، كتابُ الطلاق،باب الكنايات: ۴/۴۳۵،إدارة القرآن)

مجمع الأنهر و الدر المنتقیٰ، كتاب الخنثی: ۴/۴۷۹،غفارية)

۵۔ نیز اس بارے میں اکابر کے فتاویٰ بھی وقوع طلاق کے ہیں، ملاحظہ ہو:

(۱) ''..............تو میرے بغیر اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو میری طرف سے طلاق سمجھنا.................الخ''۔ جواب: ''...........اگر وہ بغیر آپ کے میکے جائے گی تو طلاق تو ہو جائے گی، مگر یہ رجعی طلاق ہوگی''۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵/۳۷۵)

(۲) ''.........تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا اور میرے گھر واپس مت آنا اگر واپس آئی تو سمجھ لے کہ تجھے طلاق ہو جائے گی..............الخ''

جواب: ''.........شوہر نے جو کہا ہے ''اور میرے گھر واپس مت آنا اگر واپس آئی تو سمجھ لے کہ تجھے طلاق ہو جائے گی'' یہ شرطیہ طلاق ہے، عورت شوہر

Scanned by CamScanner

کے گھر آئے گی تو طلاق ہوگی، اور صورت مسئولہ میں عورت شوہر کے گھر چلی گئی ہے، لہٰذا ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے"۔ (فتاوی رحیمیہ: ۳۰۷/۷)

(۳) "......... زید نے کہا کہ میں تم سے عاجز ہوگیا ہوں، میں تجھے چھوڑ دوں گا، اس کے جواب میں بیوی نے کہا کہ میں بھی تم سے تنگ آگئی ہوں، اس پر زید نے کہا کہ جا تو یہ سمجھ لے کہ میں نے تجھے طلاق دی........ الخ"۔ جواب: "............ طلاق کا حکم ہوجائے گا........................"

(فتاوی محمودیہ: ۲۴۵/۱۲)۔

(۴) "زید شوہر نے بحالت لڑائی زوجہ عابدہ کو یہ کہا کہ نکاح کیا اگر ہے بھی [تو] طلاق سمجھو........ الخ" جواب: اگر واقعی زید نے نکاح کرلیا تھا تو اس کے اس کہنے سے کہ "اگر ہے تو طلاق سمجھو"، عابدہ پر طلاق واقع ہوگئی ہے...... الخ"۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۳۷/۹، دار الاشاعت) فقط.

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد ڈسکوي

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

۱۰ / ۴ / ۱۴۳۱ هج

الجواب صحیح

۳۱/۴/۱۰

الجواب صحیح

۱۰/۴/۱۴۳۱

جامعہ فاروقیہ دار الافتاء شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی (پاکستان)

Scanned by CamScanner